مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور فاریکس ایکس چینج (Forex exchange) کا کاروبار شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجامعۃ الاشرفیہ دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ فاریکس ٹریڈنگ کے تحت کئی قسم کے کاروبار ہوتے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :1۔ کیری ٹریڈنگ (Carry trade) :اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک کرنسی کے بدلے دوسری کرنسی خریدی جاتی ہے پھر قیمت کم یا زیادہ ہونے پر اس کو بیچ دیا جاتا ہے، مثلاً پاکستانی روپے کے بدلے ڈالر خریدے گئے، پھر جونہی ڈالر کی قیمت بڑھی تو اس کو فروخت کر دیا گیا اس طرح سے دونوں کرنسیوں کے درمیان جو قیمت کا فرق آیا وہ نفع ہوتا ہے۔ اس کاروبار میں شرکاء تین قسم کے ہوتے ہیں۔ا۔ مختلف بینک: اکثر بڑے سودے بینک کرتے ہیں, کرنسی کے اتار چڑھاؤ میں ان کے سودوں کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ ۲۔ مختلف ادارے جو لوگوں کی رقوم سے سرمایہ کاری کرتے ہیں اور نفع کماتے ہیں۔۳- انفرادی خریدار جو اپنی ضرورت کے لیے کرنسی کا تبادلہ کرتے ہیں۔

2۔ فاریکس کموڈٹی ٹریڈنگ (FOREX COMMODITY TRADING):انٹرنیٹ پر کاروبار کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تیل، مختلف دھاتیں جیسے کاپر، لوہا وغیرہ اور مختلف اجناس جیسے گندم، چاول وغیرہ بھی اسی فورم پر خریدی اور بیچی جاتی ہیں, اس میں بھی عموماً وہی اصول اور ضوابط ہوتے ہیں جو فاریکس کرنسی ایکسچینج میں ہوتے ہیں۔ایک صارف اپنے تھوڑے سے سرمایہ سے بڑی لاٹ خرید سکتا ہے مثلاً کوئی شخص دس ہزار روپے سے اپنا اکاؤنٹ کھولتا ہے اور ایک لاکھ روپے کا خام تیل یا گندم کی لاٹ خرید لیتا ہے اور بطورِ بیعانہ محض دس ہزار روپے ادا کر دیتا ہے۔یہ تمام خریداری بروکر یا ڈیلر کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اس کاروبار میں بھی اسپاٹ ٹریڈنگ (Spot trade) اور فیوچر ٹریڈنگ

(Future Trade) دونوں ہوتی ہیں۔ لاٹ خریدنے کے بعد اگر مبیع کی قیمت بڑھ رہی ہو تو صارف کا نفع ہوتا ہے اور مقررہ مدت آنے سے قبل بسا اوقات وہ اس لاٹ کو فروخت کر دیتا ہے اور اگر مبیع کی قیمت گرنے لگے تو یہ صارف کا نقصان ہوتا ہے, اگر نقصان صارف کی جمع کرائی ہوئی رقم سے تجاوز کرنے لگے تو بروکر صارف کو کہتا ہے یا تو آپ مزید رقم جمع کرائیں یا میں آپ کا سودا کینسل کر دیا جاتا ہے۔ اگر خریدار مزید رقم جمع نہ کرائے تو بروکر پورا سودا کینسل کر دیتا ہے، یعنی یہ کہ اسکرین پر جو سودا صارف کی ملکیت دکھایا جاتا ہے، حقیقت میں اس کے خلاف ہوتا ہے، اور صارف کی ملکیت صرف صارف کی جمع کرائی ہوئی رقم تک محدود ہوتی ہے۔

فقہاء کرام کے ہاں اصول یہ ہے کہ بیع شرطِ فاسد سے فاسد ہو جاتی ہے، "فاریکس" کے کاروبار میں شروطِ فاسدہ بھی لگائی جاتی ہیں، مثلاً swaps (بیع بشرط الاقالہ) میں یہ شرط لگانا کہ ایک مقررہ مدت کے بعد بیع کو ختم کیا جائے گا حالانکہ کہ بیع تام ہو جانے بعد لازم ہو جاتی ہے اور جانبین کا یکطرفہ اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ آپشن (option) میں خریدار کو یہ حق دینا کہ وہ اپنی بیع کو فریق مخالف کی رضامندی کے بغیر بھی "اقالہ" کر سکتا ہے۔ یہ بھی شرطِ فاسد ہے، کیوں کہ "اقالہ" میں جانبین کی رضامندی شرط ہوتی ہے۔ پھر فیوچر سیل (Future sale) کی جو صورت اوپر بیان ہوئی وہ بیع ناجائز ہے؛ کیوں کہ بیع کا فوری ہونا ضروری ہے، مستقبل کی تاریخ پر خرید و فروخت ناجائز ہے۔

پھر اس طریقہ کاروبار میں ایک قباحت "بیع قبل القبض" کی بھی ہے؛ کیوں کہ ستر، اسی فیصد لوگ اس مارکیٹ میں خریداری محض کرنسی ریٹ کے اتار چڑھاؤ کے ذریعہ نفع حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں، ان کا مقصد کرنسی حاصل کرنا نہیں ہوتا؛ لہذا اکثر خریدار کرنسی کا قبضہ حاصل نہیں کرتے اور آگے بیچ دیتے ہیں۔

کرنسی، دھاتوں اور اجناس کی بیع اگرچہ بیع صرف نہیں ہوتی اور اس وجہ سے اس میں تقابض بھی شرط نہیں، لیکن اس میں "بیع قبل القبض"، "بیع مضاف الی المستقبل" اور دیگر وہ شروطِ فاسدہ پائے جاتے ہیں، جن کا اوپر بیان ہوا۔ نیز اس بیع میں بروکر کی جانب سے یہ دھوکا بھی ہے کہ صارف جس مبیع کو

الجامعة الاشرفیہ
دار الافتاء
شارع فیروز پور لاہور

محض بیعانہ دے کر اپنی ملکیت سمجھتا ہے، اور اس کی قیمت بڑھ جانے سے نفع بھی کماتا ہے، اگر اس میں نقصان ہو جائے تو بروکر کو اس پورے سودے کو ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے، جب کہ شرعاً بروکر کو اپنے عمل کی اجرت وصول کر لینے کے بعد سودے میں کوئی حق اور اختیار نہیں ہوتا اور اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی ہے، تو اب اس کا نفع ونقصان اس کے ذمہ ہے، نقصان دیکھ کر وہ سودے کو منسوخ نہیں کر سکتا، جب تک کہ دوسرے فریق کی رضامندی نہ ہو۔ دراصل کوئی شخص براہ راست اس مارکیٹ میں خریداری کا اہل نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی کمپنی میں کچھ رقم مثلاً ایک ہزار ڈالر سے اپنا اکاؤنٹ کھلوا کر اس کے ذریعہ سے اس مارکیٹ میں داخل ہوتا ہے، اور یہ کمپنیاں دیگر سہولیات کے علاوہ ایک بڑی رقم کی ضمانت بھی اسے فراہم کرتی ہیں، انٹرنیٹ پر اس مارکیٹ کے حوالے سے مختلف اشیاء کے ریٹ آرہے ہوتے ہیں اور لحہ بہ لحہ کم زیادہ ہو رہے ہوتے ہیں، یہ شخص کمپنی کی طرف سے فراہم کردہ بڑی رقم سے کوئی سودا طے کرتا ہے، پھر ریٹ بڑھتے ہیں تو اس کو آگے فروخت کر کے نفع کماتا ہے، پھر اگر قیمت گر جاتی ہے، تو یہ اس کا نقصان شمار ہوتا ہے، کمپنی ایک ٹریڈ مکمل ہونے پر اپنی طے شدہ کمیشن لیتی ہے، پھر اگر مقررہ وقت پر سودا مکمل نہ ہو سکے، تو کمپنی اس کے بعد مزید چارجز بھی وصول کرتی ہے، اس شخص کا کچھ خریدنا اور بیچنا سب کاغذی کارروائی ہوتی ہے خریدی ہوئی اشیاء پر نہ قبضہ ہوتا ہے اور نہ ہی قبضہ کرنا مقصود ہوتا ہے، بلکہ محض نفع ونقصان برابر کیا جاتا ہے، اس لیے یہ سٹہ کی ایک صورت ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اور کمپنی کی طرف سے فراہم کردہ رقم پر کمیشن یا قرض پر سود ہے یا کفالت کی اجرت ہے اور یہ دونوں چیزیں شرعاً ناجائز ہیں، لہٰذا اس کاروبار میں شریک ہونا اور نفع کمانا شرعاً درست نہیں، اس سے اجتناب لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجامعۃ الاشرفیہ دار الافتاء فیروز پور روڈ لاہور پاکستان

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۳/ربیع الاول/۱۴۴۵ھ

2023/09/30

دار الافتاء
رقم الافتاء: 158/135
التاریخ: 1/10/23
الجامعۃ الاشرفیہ

الجواب صحیح
محمد اشتیاق بیگ
۱۳/۳/۱۴۴۵ھ

الجواب صحیح
محمد ...
۱۳/۳/۱۴۴۵ھ

الجواب صحیح
...
۱۳ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ
30/9/2023

الجواب صحیح
محمد شہزاد ...
یکم اکتوبر 2023
۱۶ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ